۶۔ صحیح اور غلط کی پہچان اور تمیز کی طاقت :Knowledge۔

۷۔ اچھی باتوں کی دعوت اور برائی سے بیزاری علی الاعلان۔

۸۔ اپنے کلچر اور تہذیب کی سمجھ، اس کی محبت اور ہر حال میں اس پر عمل۔

۹۔ possitive mind کے ساتھ کام کرنا۔ اصحاب کہف نے کوئی ایسا کام نہیں کیا جس سے وہ لوگوں میں بدنام ہوتے۔ وہ اقلیت تھے؛ لیکن اکثریت کے سامنے اپنے عقیدے کا اظہار کیا۔

۱۰۔ سب سے خاص بات اصحاب کہف کی Unity، اتحاد و اتفاق ہے۔ اُنہوں نے جو فیصلہ کیا سب نے اس پر عمل کیا۔ کسی نے نہیں کہا کہ پہاڑ کے غار میں بیٹھ کر سپر پاور سے کیسے بچ سکتے ہیں؟ کسی نے نہیں کہا کہ تمہیں کیا ہو گیا ہے گھر بار چھوڑ کر جانا کوئی عقل مندی نہیں۔ ان کی سوچ ایک، سمت ایک، فیصلہ ایک...... کوئی رخنہ، کوئی اختلاف کوئی leg pulling نہیں ہے۔

۱۱۔ بظاہر کامیابی کے آثار نہیں؛ لیکن اللہ کی ذات پر مکمل بھروسہ۔

۱۲۔ عبادت کوئی ثانوی چیز نہیں؛ بلکہ زندگی کا اولین مقصد ہے۔

۱۳۔ جب دیکھا کہ ہم اقلیت میں ہیں، ہماری بات سننے کے بجائے لوگ Voilance پر اُتر آئے ہیں، تو چھوڑ کر پہاڑوں میں چلے گئے؛ لیکن انہوں نے کوئی Voilance نہیں کیا۔

۱۴۔ بے فائدہ اور فضول بحثوں میں الجھنے کے بجائے مقصد پر نگاہ۔

جب اللہ کے حکم سے دوبارہ اٹھے ہیں، ایک نے پوچھا کتنے عرصے سے سوئے ہوئے ہیں؟ دوسرے نے کہا: چند گھنٹے یا پورا دن۔ ان کا امیر بولا کہ یہ کوئی Issue نہیں۔ نہ ہی کوئی اہم بات ہے۔ جو ہو گیا، سو ہو گیا، اس کو چھوڑو۔ اب مستقبل کی پلاننگ کرو۔ کتنے عرصے سوئے ہیں؟ اللہ بہتر جانتا ہے۔ اب اس میں وقت ضائع کرنے کے بجائے آگے کی سوچو۔ جو لوگ غیر ضروری باتوں میں الجھ کر توانائیاں صرف کر دیتے ہیں، وہ ضروری کام نہیں کر سکتے۔ بعد میں آنے والے لوگ بھی ان کے مشن پر غور کرنے کے بجائے بحث یہ کر رہے تھے کہ وہ تھے کتنے؟ پھر یہ بحث ہے کتنا سوئے؟ پھر یہ بحث ہے کہ اس غار کے ساتھ کیا کیا جائے؟ کوئی کہتا ہے کہ دیوار بنا کر بند کر دو۔ کوئی کہتا یہاں عبادت گاہ بنے گی۔ سب فضول باتیں ہیں۔ اللہ نے ان بحثوں سے منع فرمایا۔ بلکہ مشن، مقصد، طریقہ کار، پیغام اور دعوت پر غور کرو اور سبق حاصل کرو۔ [بشکریہ: حکمت بالغہ مئی 2012ء]

اخوت اسلامی قسط: (۲۵)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم روئے زمین کا افضل طبقہ

شہید محراب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

ابو عبداللہ

فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ حیدر رضی اللہ عنہ و اہل بیت کا تعاون: قرون اولیٰ کے مسلمانوں کا باہمی تعاون، خیر خواہی، محبت و مودت، امر بالمعروف، نہی عن المنکر، دعوتِ دین، جہاد بالکفار، ربط و تعلق، دینی امور میں ایک دوسرے پر ناصحانہ گرفت علمی مباحثے و مکالمے، فیصلے اور عدالتی نظام، اندازِ حکمرانی و جہانبانی اور زندگی کی آسانی و سادگی الغرض ان کا ہر کام، ہر ادا قابل اتباع اور حیرت انگیز تھا۔ اس معیار پر پورا اترنے میں ہزاروں رکاوٹیں اور بہانے دیکھ کر آج لوگ نالاں اور شاکی ہیں۔

ہر مسلمان خواہ پکا سچا مؤمن ہو یا سیکولر، قدامت پسند ہو یا لبرل (منافق)، صحافی ہو یا صنعت کار...... غرض کوئی بھی اس امر میں اختلاف نہیں کرتا کہ اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کے لیل و نہار، ان کی حیات مبارکہ، خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی خلافت راشدہ بہترین مثال اور عمدہ نمونہ زندگی ہے۔ اسی سلسلۃ الذہب کی کڑیوں میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں۔ ان کے ہاں دوطرفہ محبت و خلوص اور نصرت و تعاون کی کوئی کمی نہ تھی۔ آیئے ذرا ملاحظہ کیجئے:

۞ ۱۸ھ میں جنگ نہاوند اور جنگ یرموک کے موقع پر امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مشاورتی میٹنگ بلائی، جس میں بعض اصحاب کرام رضی اللہ عنہم نے مشورہ دیا کہ کہ آپ بذات خود لشکر اسلام کی قیادت کریں۔ جبکہ علی رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا جسے مؤرخ ابن کثیر نے البدایۃ والنہایۃ، ابو عبید قاسم بن سلام نے کتاب الأموال میں اور خلیفہ بن خیاط نے تاریخ خلیفہ میں تفصیل سے بیان کیا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے بار بار ''امیر المؤمنین'' کے لقب سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ''دین اسلام کی فتح و نصرت اور ناکامی کی اساس لشکریوں کی تعداد کی کثرت و قلت نہیں؛ بلکہ اللہ کی نصرت ہے۔ اللہ تعالیٰ ضرور مدد کرنے والا ہے۔ آپ چکی کے محور ہیں۔ عرب کے ذریعے چکی کو چلاتے رہیے، اگر آپ خود اٹھ کے چلے جائیں، تو تمام عرب آپ پر ٹوٹ پڑیں گے۔ اور آپ کے سامنے کے موجودہ دشمن کی نسبت اسلامی ریاست کے کمزور افراد کا معاملہ گھمبیر پڑ جائے گا۔'' [نهج البلاغة ص ١٤٤] اس مشورے پر عمل کیا گیا تو مسلمانوں کو خوب کامیابی ملی اور فتح سے ہمکنار ہوئے۔

جب عیسائیوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بیت المقدس تشریف لا کر صلح کی دستاویز لکھنے اور بیت المقدس کی چابیاں وصول کرنے کی پیشکش کی۔ اور سپہ سالار حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے لکھا کہ بیت المقدس کی فتح آپ کی آمد پر موقوف ہے۔ اس اہم موقع

پر کبار صحابہ ﷺ کا اجلاس بلا کر وہاں جانے نہ جانے کے متعلق رائے پوچھی۔ حضرت عثمان ﷺ کا مشورہ تھا کہ آپ ﷺ نہ جائیں، اسی میں عیسائیوں کی اہانت ہوگی۔ جبکہ علی مرتضیٰ ﷺ نے مشورہ دیا کہ آپ ضرور جائیں۔ اس سے مسلمانوں پر بوجھ کم ہوگا اور آسانی سے مقصود حاصل ہوگا۔ چنانچہ آپ نے علی ﷺ کو امور خلافت سونپا اور عازم شام ہوئے۔ اور بیت المقدس مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔ [تاریخ طبری، تاریخ یعقوبی]

❁ رافع عیشی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ زکوٰۃ میں آئے ہوئے اونٹوں کے احاطے میں عمر ﷺ اور علی ﷺ کے ساتھ میں بھی داخل ہوا۔ عثمان ﷺ سایہ میں بیٹھ کر لکھنے لگے۔ علی ﷺ ان کے سامنے کھڑے املاء کرا رہے تھے۔ عمر ﷺ اس سخت گرمی کی دھوپ میں بیٹھے اونٹوں کا شمار، رنگ اور عمر وغیرہ بتا رہے تھے۔ اس موقع پر حضرت علی ﷺ نے حضرت عثمان ﷺ سے کہا کہ قرآن میں آیا ہے: ﴿يَا أَبَتِ اسْتَأْجِرْهُ إِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَأْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْأَمِينُ ۝﴾ [القصص] پھر عمر ﷺ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: ''هذا القويُّ الأمينُ'' یہ ہیں قوی اور امین''۔ [الکامل فی التاریخ]

❁ حضرت علی ﷺ جنگ جمل سے کوفہ واپس لوٹے تو آپ سے کہا گیا کہ قصر ابیض میں قیام کیجئے۔ فرمایا: نہیں، حضرت عمر ﷺ نے یہاں اترنا پسند نہیں کیا تھا، اور میں بھی یہاں اترنے کو پسند نہیں کرتا۔'' پھر آپ ایک میدان میں اترے۔

[المرتضیٰ ص۲٤۸]

خاندان عمر ﷺ اور اہل بیت میں دامادی وسسرالی کے روابط: اس پر مفصل مضمون التراث کے سابقہ شماروں میں گزر چکا ہے۔ ائمہ اطہار اور ان کے سرخیل، ان کے جدامجد علی مرتضیٰ ﷺ دامادی وسسرالی کے لیے مؤمنوں کے خاندان میں اور صحیح العقیدہ خواتین سے کرتے کرواتے تھے۔ ائمہ اطہار ہرگز ناصبیوں، اصحاب کبیرہ، فساق و کفار، منافقین اور مرتدین کے ساتھ رشتہ قائم نہیں کرتے تھے۔

امام ابوعبداللہ جعفر صادق نے فرمایا: '' لا يتزوجُ المؤمنُ الناصبةَ المعروفةَ بذلك'' ''مؤمن مرد معروف ومشہور ناصبی (دشمن اہل بیت) عورت کے ساتھ شادی نہیں کرسکتا۔'' [الکافی، الاستبصار]

آپ ﷺ کی اہل بیت کے ساتھ محبت کے کچھ مظاہر:

❁ ابن شہاب زہری کا بیان ہے کہ حضرت عمر ﷺ نے فرمایا: ''اگر میرے پاس عراق کا خمس پہنچے تو ہر ہاشمی کی شادی کراؤں گا۔ اور ان میں سے جس کے پاس کنیز نہ ہو میں کنیز خدمت کے لیے دوں گا۔ اور آپ حضرات حسن ﷺ وحسین ﷺ کو

عطیہ دیتے تھے۔ [کتاب الأموال باب سهم ذوى القربىٰ فى الخمس ح:٨٥٥]

❁ امام جعفر صادق اپنے والد محمد باقرؒ سے روایت کرتے ہیں کہ عمر بن خطاب ﷛ نے علی بن ابی طالب ﷛ کے لیے ینبع نامی جگہ جاگیر کے طور پر عطا کی۔ [الإسعاف فى أحكام الأوقاف تصنيف برهان الدين ابراهيم طرابلسى]

❁ فاطمۃ الزہراءؓ کی شادی کا مشورہ اور شادی میں مدد حضرت عمر ﷛ اور سعد بن معاذ ﷛ نے کی۔ ملا باقر مجلسی لکھتا ہے ''روزے ابوبکر و عمر و سعد بن معاذ در مسجد رسول نشستہ بودند وسخن مزاوجت حضرت فاطمہ درمیان آوردند..... پس ابوبکر و عمر و سعد گفت کہ برخیزید بنزد علی برویم، واورا تکلیف نمائیم کہ خواستگاری فاطمہ بکند، واگر تنگدستی اورا مانع شدہ شد ماواوردریں باب مدد کنیم۔ پس ایشان بہرنحو یکہ بود آں حضرت را راضی کردند کہ بخدمت آنحضرت رود و فاطمہ راازاں حضرت خواستگاری نماید''

[حلاء العيون، بحار الانوار باب تزويج فاطمة] اس شادی کے گواہان میں سرفہرست ابوبکر، عمر، عثمان، طلحہ اور زبیر ﷡ تھے۔ [كشف الغمة وسابقہ حوالہ جات]

امام علی بن الحسین المعروف زین العابدینؒ بیان کرتے ہیں کہ عمر ﷛ کے پاس یمن سے کچھ حُلّے (سوٹ، جوڑے) آپ ﷛ نے وہ لوگوں میں تقسیم کر دیے۔ لوگ یہ کپڑے پہن کر مسجد نبوی میں آئے۔ حضرت عمر ﷛ منبر رسول ﷺ اور قبر اطہر کے درمیان بیٹھے ہوئے تھے۔ لوگ آتے، سلام کرتے اور دعائیں دیتے چلے جاتے تھے۔ اتنے میں حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما اپنی والدہ کے مکان سے نکلے۔ ان دونوں پر وہ جوڑے نہیں تھے۔ عمر ﷛ افسردہ بیٹھے ہوئے تھے۔ پوچھنے پر کہا: میں ان بچوں کی وجہ سے مغموم ہوں کہ ان کے بدن کے مطابق کوئی جوڑا نہ تھا۔ اس کے بعد یمن پیغام بھیجا کہ دو جوڑے حسن و حسین رضی اللہ عنہما کے لیے بھیجے جائیں۔ جب وہ پہنچے تو آپ نے ان دونوں صاحبزادوں کو پہنایا۔ تب جا کر اطمینان ہوا۔ [الاصابة فى تمييز الصحابة ١/ ١٠٦]

❁ علامہ جار اللہ زمخشری نے کتاب ربیع الابرار میں اور مؤرخ ابن خلکانؒ نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے کہ شاہ فارس یزدگرد کی شہزادیاں مال غنیمت میں شامل ہو کر مدینہ منورہ پہنچیں، تو عمر ﷛ نے ایک شہزادی کی شادی اپنے بیٹے عبداللہ ﷛ کے ساتھ کرائی، جن سے مشہور تابعی جلیل سالمؒ پیدا ہوئے۔ دوسری کی شادی حضرت حسین ﷛ سے کرائی، جن سے علی زین العابدینؒ پیدا ہوئے۔ ایک عبدالرحمٰن بن عوف ﷛ کے عقد میں دی، جن سے عثمانؒ پیدا ہوا۔ ایک شہزادی محمد بن ابوبکر الصدیق کے عقد میں دی، جن سے قاسمؒ پیدا ہوئے۔ بعض مؤرخین نے کئی وجوہ سے اس واقعہ کا انکار کیا ہے۔

اقوال وعقائد صوفیائے کرام: صوفیائے کرامؒ کے نزدیک حضرت عمرؓ ایک عظیم ترین ہستی، اسوہ حسنہ اور صاحب الفضائل ذات تھے۔ صوفیائے کرام کی کتابوں میں آپؓ کا تذکرہ کبار شخصیات اسلام کے طور پر کیا گیا ہے۔ ذیل میں ہم صرف بطور مثال چند اقوال ذکر کریں گے:

❁ **شیخ ابو حفص شہاب الدین عمر بن محمد سہروردی البکری** اپنی مکتوبات ''اعلام الہدیٰ'' ص ۳۷۶ میں رقمطراز ہیں، جس کا خلاصہ یہ ہے: ''جہاں تک آپ ﷺ کے اصحاب صدق وصفاؓ کا تعلق ہے، ان میں سے ابو بکر صدیقؓ کے فضائل ومناقب بیشمار ہیں۔ یہی حال عمر، عثمان اور علیؓ کا بھی ہے۔ ایک مومن کے دل میں اس خیال بد کو کیونکر جگہ مل سکتی ہے کہ وہ اصحابِ نبی ﷺ میں جرح وقدح کرے۔[ابو حامد المقدسی] آگے لکھتے ہیں: ''ہم یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ نبی ﷺ کے بعد سب سے افضل ہستی حضرت ابو بکر، پھر حضرت عمر، پھر حضرت عثمان پھر حضرت علیؓ ہیں۔ [التراث شمارہ ۳۹]

❁ **شیخ ابو بکر کلاباذی صوفی** اپنی کتاب التعرف بمذهب أهل التصوف ص ۷۳ میں صوفیاء کا متفقہ عقیدہ اس طرح بیان کرتے ہیں: ''تمام صوفیاء اس امر پر متفق ہیں کہ سب سے افضل حضرت ابو بکرؓ، پھر عمرؓ، پھر عثمانؓ، پھر علیؓ ہیں۔ نصوص پاک کی روشنی میں صحابہ کرامؓ اور سلف صالحینؒ کی اقتداء کرنا ضروری ہے۔ صوفیاء صحابہ کے مابین پائے گئے اختلاف پر خاموشی اختیار کرتے ہیں؛ کیونکہ ان کے لیے اللہ کے ہاں حسنات کی ڈگری جاری ہو چکی ہے۔ اور وہ ان اختلافات کو ان کے فضائل وعدالت کی نفی نہیں سمجھتے۔ تمام صحابہؓ کو جنتی سمجھتے ہیں، جنہیں نبی ﷺ نے اس کی خوشخبری دی ہے۔''

❁ **سید علی ہمدانی** (ت ۷۸۶ھ): فرماتے ہیں: ''آپ ﷺ کے بعد آپ کے اصحاب کرامؓ تمام مخلوق میں سے افضل ہیں۔ اور ان میں سے افضل ترین حضرات خلفائے راشدینؓ ہیں۔ اور وہ چار بزرگ ہیں: حضرت ابو بکر صدیق، عمر فاروق، حضرت عثمان غنی اور حضرت علی مرتضیٰ رضوانُ اللّٰہِ علیهم أجمعینَ وعلى جمیعِ المهاجرینَ والأنصارِ والتابعینَ الأبرارِ۔ اچھی طرح جان لو کہ تمام اہل اسلام خاص وعام کو مختصر طور پر کم از کم اس قدر اصولِ ایمان کا جاننا ضروری ہے اور جو شخص مسلمان کہلا کر حقائق ایمان میں سے اتنا بھی نہ جانتا ہو، اس کا ایمان خطرے میں ہے۔''[ذخیرة الملوك ط ۱۳۳٤ھ]

آپؒ نے اپنی مایہ ناز کتاب کا آغاز حضرت عمرؓ سے مروی حدیث جبریل علیہ السلام سے کیا ہے۔ ''حضرت عمرؓ کا خوفِ قیامت'' کے عنوان سے فرمایا کہ حضرت عمرؓ نے راستے میں گھاس کا تنکا پڑا ہوا دیکھا۔ اسے اٹھایا اور رو کر فرمایا: ''کیا